رجسٹرڈ نمبر اے ۶۱۳

REGISTERD NO. A.788



M. H. ... Lucknow

قیمت فی پرچہ

باقر آرکائیو: اصغر علی محمد علی عطر لکھنؤ کی حفاظت اور رواج کی کیلئے کوشاں ہے۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال میں پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) [illegible] سالانہ قیمت [illegible] ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا [illegible] وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) خریداروں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے [illegible] آپ کے مذاق کے مضامین [illegible] ایک سال تک [illegible] ہیں۔ [illegible] فضول ہے۔

(۵) طالبان [illegible] ایک سال کے لیے اودھ پنچ [illegible] جاری کرا لیں [illegible] قیمت ہے۔

(۶) [illegible]

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل [illegible] حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے [illegible] ہو جاتا ہے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی [illegible] پالیسی کے مطابق ہوں گے وہ شائع ہوں گے [illegible] نہیں ہوگا۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں [illegible] ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خط و کتابت [illegible] نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے [illegible] ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مضامین غیر

جلد ۱۳ نمبر ۲۶

(۱۱ جولائی سنہ ۱۹۲۸ء)

بونسین شام مرزا عظیم بیگ چغتائی بی اے ایل ایل بی

سب سے لوگوں سے بھی کچھ بری لی سی
کیا بری خوب ہے تمھاری بھی اچھی بی سی

مرزا جی۔ تم کوئی پہلے شخص نہیں ہو جو سچے پردے اور نقاب پر چوٹ کی ہو۔ یہ قصہ بہت پرانا ہے جب سے نام کے مسلمان لندن اور یورپ گئے انھوں نے وہاں رہ کر بھی کھا تیس دا اس کی پتیاں چڑھیوں سے پرکت ملنے کا لطف اُٹھایا ایک آدھ کیٹری مار کے ساتھ لائے ہیں اور بے قیدی بلکہ گستاخی کر رہے کے مزے لوٹنے لگے اُس وقت سے اُنکی مت بدلی۔

چلیے حوالے ڈھونڈھنے پر کمر باندھی کسی نے تفسیر کی کتابیں کھنگالیں کسی نے حدیثیں اپنے مطلب کا کھوج لگائی اور کھینچنا شروع کیا کہ خدا غارت کرے ان مولویوں کو جنھوں نے اسلام کا نام خواہ مخواہ بدنام کر رکھا ہے۔ دیکھو کسی پردے کا حکم نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں اُنھوں نے عورتوں کو پردے میں بٹھا کے ترقی پر نیستی کا پھل چلا دیا؟

یہ نقاب بیگم ایسے ہی دردوں میں سے ایک کی بی بی ہیں خدا رکھے میری بات کا برا نہیں تھیں جو میرا جی چاہتا ہے اُنھیں کہہ دیتی ہوں اور خیال ہی بھیج دیتی ہوں۔ مرزا جی یہ بازاری گالی ناحق تم نے اپنے اور پرائی تم نے بکا دیکھے پردے کے دیکھا۔ اے میں تو ۱۹ مئی سے برابر شائع کرتا ہوں تمھیں آج خبر ہوئی؟ خیر اب تم نے خواہ مخواہ مجھ سے بات چیت شروع کی ہے تو سنئے میں بھی بند نہیں ہوں۔ میں خوب جانتی ہوں کہ تمھاری کتاب میں جو ہم بچیں نہیں کیا لکھا ہوگا۔ ہندی چار کرکے تم نے جلد ہی کہا ہے ہیں۔ مسلمان جہاں مسلمانوں میں رہتی ہوں عورتوں کی باتیں بھی یاد ہیں اسلام ترکوں کی تقریریں بھی سنی ہیں کسی بات کی خدا کے صدقے سے کمی دکھی نہیں۔

مولانا اودھ پنچ سے جو تم نے دل لگی کی باتیں کی بزرگان کے شکایت کی ہے انشاء اللہ ان کے ہاتھ میں قلم ہے دماغ میں علم ہے دل میں نور ہے وہ تو جواب دیں گے۔ ان عورتوں کے بال کتروانے کے بارے میں جو بڑی حیا کے سامنے تم نے اسلام اور ابن عباس کا قول صحیح مسلم سے پیش کیے ہیں اُنکا جواب میں دوں گی۔

سنو مرزا۔ جو بات نہ آتی ہو اُسمیں دخل نہ دینا چاہیے تم شاید عربوں کے ملک میں نہیں گئے ورنہ بھی تو تم نے وہاں کی عورتوں کو نہیں دیکھا۔ ان عورتوں کے لباس وضع قطع چال ڈھال میں رسول کے وقت سے لے کے آج تک کوئی فرق نہیں آیا وہی اوڑھنی جسے خمار کہتے ہیں اور جس کیطرف مارنے کا حکم قرآن نے دیا ہے آج بھی وہاں موجود ہے ہو جو سر کی بدولت دھاتا ہے (مرتبہ) سر سے سرک جائے یا نقاب کے جلترن نظر میں نہ تو اسکا ذکر نہیں خدا ہی کا مذہب جو چشم کے چھوڑ کر ننگا یا باہر نکلتے وقت منھ پر ڈال لیتی ہیں پھر یہ بحث تو پردے کے ساتھ ساتھ ہوگی یہاں میں بال کتروانے کی حدیث پر کچھ کہنا چاہتی ہوں لیجئے آج بھی وہاں کی عورتیں خوبصورتی کے لیے کنپٹی کے پاس کی دو دو لٹیں کتر لیتی اور کانوں کیطرف ڈھکے گالوں پر زلف کی صورت میں چپکا لیتی ہیں ہو پرانا دستور ہے یہ کاکل کا نام شاعروں کی زبان پر چڑھا ہوا ہے شاید مرحوم کہتے ہیں۔

حضرت ۲ جو دل عاشق کا خدا رسول کا کاکل کا
اسلام سے ہو کا دین کا فرقہ روز بہ روز ہیں

بال ٹانکنا کے رواج سے پہلے اور آج کے سے پیچ مرزا تمھیں شاید یہ سمجھا ہو جو اس دستور کو تم پہلے کو سنت سمجھ بیٹھے۔ تم اپنے سرکا پسینہ ایڑی تک بہا دو تب بھی رسول کے زمانے میں عرب کی عورتوں کا چوٹی کٹوا کے پٹے رکھنے کا رواج نہ دکھا سکو گے۔ اور سنے بندہ خدا خدا سے ڈر کنپٹی کے پاس والی ایک لٹ کا ڈھکے پاس تک لا کے کترو ڈالنا اور پٹے رکھوانا ایک ہی بات ہے؟ کیوں رسول کی عورتوں پر تہمت رکھتے ہو۔ بھلا رسول اللہ کی عورتیں بال کترواتیں اور امتی عورتوں کے سر پر بال رہ جاتے؟ ایک عورت بھی اپنے کے گھرانے کا رواج اختیار نہ کرتی سب کی سب پٹے والی ہو جاتیں؟ اسے بے خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے تو کل کے بڑے مولوی صاحب سے پوچھا تھا وہ کہنے لگے ہم نے ایسی کوئی حدیث نہیں دیکھی۔ اول تو وہ حدیث ہے ہی نہیں کیونکہ رسول اللہ کا قول راوی نے نقل نہیں کیا فعل تھا رسے ابو سلمہ کا قول ہے اور جب تک تم صحابہ کا حوالہ نہ دو اس وقت تک یہ اسے تمھارا قول سمجھی جاوے گی۔

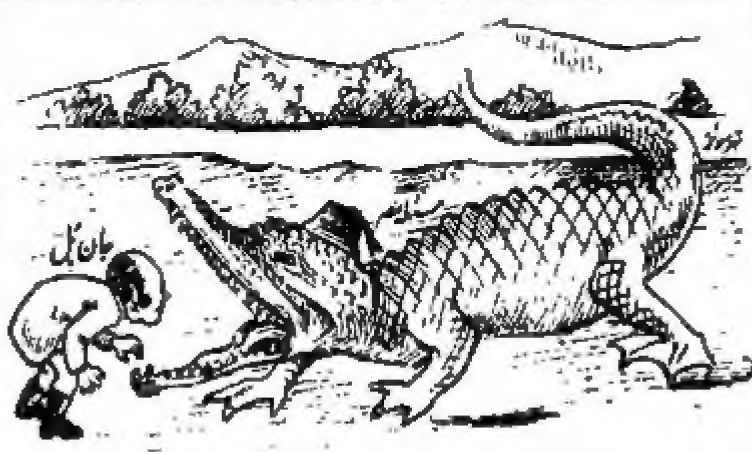
چغتائی صاحب ذرا سنبھلے ہوئے پھسلنا ہے ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ لاؤں کا لاؤ اور جنھیں خدا نے علم دیا ہے وہ جنھیں اسے جانتا ہے ہانسی ہو جائے گی ابھی تم اپنی کتاب پر رہنے دو جلدی سے کچھ نہ لکھو اور تو پھر حال لکھے۔

دیکھو دنیا میں ایک تو اسلامی ملک کا رواج ہے۔ رواج کو شریعت سے کوئی لگاؤ نہیں وہ بدلتا رہتا ہے اور بدلتا رہے گا۔ دوسرے رسول اللہ کا حکم جو دین میں شریعت ہے اور اسی کسوٹی پر رواج کو سونا کسا جاتا ہے۔ کھوٹا ہوا تو دنیا دار لوگ نام دھرتے ہیں کھرا ہوا تو مقبول ہوتا ہے۔ پردے کے بارے میں رواج کی بحث ہوئی اور جو کچھ پہنچے وہ تم بھی مانو کرو کچھ حدیثوں میں ہے وہ تمھاری ترقی کے بالکل خلاف ہے تم میں ایک دفعہ اگر تم غلط پیغام اپنے مطلب کے موافق مل جائے یا تم اسے کھینچ کھانچ کے اپنے مطلب کے موافق بنا لو تو کیا ہے کا دیکھیں لوگ اسپر اچھلیں کودیں ناچیں مگر کوئی شریف اسے قبول نہیں کرے گی۔

اسی صحیح مسلم میں تمھیں ایسی حدیثیں ملیں گی جن سے ظاہر ہوگا کہ رسول اللہ اکیلے میں اپنی بی بی سے باتیں کر رہے تھے کسی کا گزر ادھر سے ہوا اور یہ دیکھ کے جلدی جلدی راہ طے کرنے لگا تو رسول اللہ نے

ڈرک کے شعر پڑھا اور مزا آیا ۔ یہ صورت میری زوجہ ہے۔
اس شعر نے سے دو مطلب ظاہر ہوتے ہیں ایک تو
یہ کہ حضرت لوگوں کی دیوانگی سے اپنا دامن بچانا
چاہتے تھے کہ صاحب وہ تو غیر عورتوں سے منہ موڑے
ہوئے اکیلے ہی بکھیڑا کیا کرتے ہیں ، دوسرے یہ کہ
اس طرح غیر عورت سے خلا ملا رکھنا مناسب نہیں۔
ان اشعار کی ہوئی بیویوں کی ردی بیوی ہو وہ
سے یوں بات چیت میں کوئی عیب نہیں۔ چنانچہ
صاحب پھر تھا یا جو منشا ہے کہ پردہ نکو ڈالیں
اور عورتیں سر جھاڑ منہ پہاڑ ادا بیگمیاں بنی ہوئی
مردوں کے ساتھ ہوکر رہیں سب کھیلیں ، مرد غیر
عورتوں سے کھیلیں کریں عورتیں غیر مردوں کو اپنے
جوبن کی بہار دکھائیں
ٹکٹکی لگا کر دیکھا ہو۔
رسول نے اپنی بیٹی
سے پوچھا تھا کہ بیٹی
عورت کی سب سے
بڑی آرزو کیا ہے
بیٹی نے عرض کی
یہی کہ وہ کسی غیر
مرد کو دیکھے نہ کسی غیر
مرد کی نظر اس پر پڑے
بیٹی کا جواب سنتے
ہی رسول نے بیٹی
کو کلیجے سے لپٹا لیا اتنا خوش ہوئے۔ رسول اللہ نے
خواہ مسلمانوں کا زنان خانے میں رہنا بھی پسند
نہ کرتے تھے کیا ڈھٹائی دیا ہے ۔ (آپ صلعم)
مرزا تمہارا اس جملے کے پھیرنے سے مطلب کیا ہے
یہی نہ! کہ عورتیں گھر سے نکلیں کام کاج کریں اپنی
تندرستی میں ترقی کریں مردوں کی آمدنی اور
عقلوں کی رونق بڑھائیں جوانی کا شکوہ دکھیں
سینما تھیٹر نظارہ کریں گھر کی آرائش کا سلیقہ نہیں
آئے نئی دنیا کے کام کی بن جائیں۔ تجارت کریں
معاملہ کریں یہ سب مطلب ہے پردہ اٹھائے بغیر
پورے نہیں ہوتے اور یہی مطلب تم ۔۔۔ ہوں سے

نکالنا چاہتے ہو۔ اور میرا یہ قول ہے کہ رسول کی سنت
اور انکے فرمان سے اگر پردہ اٹھ بھی جائے تو یہ مطلب
پورا نہیں ہو سکتا۔ آج ہی سے میں بے پردہ گھر تو
کو رو سالی رکھائی ہوں پردہ جھاڑ میں جھونکتی ہوں
گاؤں کا حق میرے پاس کیا ہے کہ گھر والے مساوات
گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں دیتے روزی کمانا الگ
بیٹا وہ سب کچھ دیتے ہیں ہر طرح کا آرام ہے اور
وقت کیا حرکت اور پھر مجھے میں سر چلنا نہیں؟
اللہ کی دی ہوئی ملائم ہتھیلیاں ہیں پھر پالنا
نہیں پڑتا نازک ہیں کمالیاں موجود ہیں
پیکے والوں سے ملنے میں کوئی روک ٹوک نہیں وہ
میرے گھر آتے ہیں میں انکے گھر جاتی ہوں ہمیشہ



"اجی ذرا دیکھیں! اچھا دکھاؤ! تو سہی منہ میں کے دانت ہیں ، ایسے ہی کچھ فرق نہیں وہی اگلا سا حال ہے"

گرمی کی فصل میں باغ اور جنگل کی سیر کرتی ہوں
پہاڑوں پر پھرتی ہوں۔ پڑھتی ہوں لکھتی ہوں
کوئی سختی نہیں ہے یعنی ایک مرد کو خدا نے بیوی
کے جس قسم کی نیکی کرنے کا حکم دیا تھا وہ سب پورا
پورا کرتا ہے وہ صرف ایک حق کا مطالبہ کرتا
ہے کہ بے میری اجازت کے گھر سے قدم نہ نکالو یہی
حق ہے جو اسے نکاح ہو جانے کے بعد خدا کا
دیا ہوا کے خلاف عمل کرنے سے روٹی کپڑے کا حق جاتا
رہتا ہے "نشوز" یعنے شوہر کی نافرمانی اسی حق
سے مراد ہے ہیں ساس نندوں کی اطاعت
نہ کروں تو نافرمان نہیں شوہر کے لیے کھانا نہ

پکاؤں تو نافرمان نہیں ہاں نہ کھلاؤں تو نافرمان
ہیں۔ بس دو باتوں سے نافرمان ہوتی ہوں ایک
تو گھروالی فرض کی ادا سے۔ دوسری بیجا گھر سے باہر
نکلنا۔ وہ بھی زندگی بدگمان۔ محبت کا جز ہے
بدگمانی۔ غیر مردوں سے خلا ملا رکھنے میں بدگمانی
ضرور بڑھتی جاتی ہے تو تمام ایسی حالت میں گھر
بگڑا پایا۔
مرزا۔ جب تک تم تمام مردوں کو پورا گاہ
کی طرح بے غیرت اور بے حیا نہ بنا لو اس وقت تک
تمہارے کہنے پر چلنے والیاں اپنے نصیبوں کو
رو بیٹھیں گی۔ تم نے یہ ذکر اس لیے چھیڑا ہے کہ ہم
گھر میں ہوا آئی نچلے سے ان جیسی جگہ کے دروازے
میں ایمان نہ ہوا گا
نہ غیرت نہ شرم
نہ حیا ۔ اصلیا ہو؟
عورتیں گھر سے باہر
نکل کے کیا نہیں سکتیں
خصوصاً جبکہ ان کی
روزی اللہ نے ہمارے
کے سر منڈھ دی ہو۔
اور انھیں گھر سے
نکلنے کی ضرورت نہ ہو
مرزا صاحب بعض
لوگوں کی عادت
ہوتی ہے کہ بغیر فتنہ و فساد کے ان کا کھانا ہضم
نہیں ہوتا چلتے بیٹھے بیٹھے ہی گھبرا جاتے ہیں لوگ شبہ
کرکے تو کچھ نا چاہتے ہیں ان ہی بیچاری
ہے وہ مرزا بیدل کے اس شعر پر عمل کرتے ہیں

بس دل شکستہ ام زرہ سود خاری
یارب کہ عافیت بلے آنا ز کس مباد

جس ملک میں دو تہذیب اپنے مذہب کے پابند ہوں
دو مسلمان دینی شرعی کے تعلیم ہوں ، اخلاق شوہر
نہ اجمال ہو ، غیرت نہ ہو ، گلی کوچے میں کام کاج
ہوتی ہو ایک دوسرے کی ضد ہو باتیں ہوں کوئی
تبلیغ کے بہانے پرائی عورتوں کو بے جا کے

کوئی شخص جس کی آدمی میں [illegible] کو ابھار کے جان
حال کے محافظ بھی دلچسپیاں بہت چھوٹ ہے۔ ایک بوڑھا
[illegible] اور سبز باغ دکھا کے بھولے بھالے
لوگ کو پھنسا دیتے اور دھوکا کرنے میں عیب نہ ہو۔ وہاں اس
قسم کے خیالوں کا پھیلانا بڑا [illegible] ثواب ہے۔ ایک
گھر میں [illegible] کے [illegible] سے پیٹ
بھرنے والی بیوہ بے وارث غریب جوان جہان عورت
[illegible] سے نہیں کر سکتی
کیسی تجارت کیسی تمہاری ترقی کیسا مال [illegible]
آبرو ہے تو جہان ہے پیٹ بھرے [illegible] جیسی ہے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر [illegible]
بعدالت جناب [illegible] صاحب بہادر [illegible]
[illegible] مدعی

بنام

[illegible]

مطلع رہو کہ اگر [illegible] حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ [illegible]
[illegible] منفصل ہوگا۔

آج بتاریخ [illegible] میرے دستخط [illegible]
سے جاری کیا گیا۔

دستخط انگریزی [illegible]

اطلاع

[illegible]

مہر عدالت

[illegible]

اونٹ کی کان۔ گھر سے قدم نکال کے چڑیا [illegible] میں پھنسا
اور بچلوں کے بیچ میں پھنس کے اپنے تئیں رسوا کرنا
کون عورت گوارا کرے گا۔ خدا کی عنایت ہے کہ ہندوستان
ابھی تک اخلاق اور ایمان میں مردوں سے بڑھی ہوئی
ہے مرد اگر سو میں پچاس آوارہ ہیں تو عورتیں ہزار
میں ایک۔ پہلے مردوں کے اخلاق درست کر لو
پھر اجازت دینا کہ گھر سے باہر نکلو۔
مردوں کا کنکنا پن دیکھنا چاہو تو ہر گھر میں دیکھ سکتے
ہو بعض لوگ اپنی جورو کے [illegible] ہوتے ہیں گھر میں
آئے اور لگے نکتہ چینیاں کرنے "یہ [illegible] تم جہاں لیٹا
کوڑی ہو نہیں، یہ کیوں کیا، وہ کیوں کیا، ہنسی کیوں
ہنسنے میں [illegible] کیوں ہوئی۔ آواز کیوں نکلی" کچھ
اپنی بی بی کے یار ہوتے ہیں وہ بی بی [illegible]
کے [illegible] ہیں ہر وقت بی بی حضوری ہے
[illegible] میں فرق نہ ہو۔ [illegible] جائے۔
یہ وفادار نہیں وہ بے وفائی [illegible]
[illegible] پھر شروع

نمونہ قابل فروخت

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

(آرڈر ۵ قاعدہ ۵)

[illegible]
بعدالت منصف صاحب بہادر ضلع [illegible]
[illegible] مدعی

بنام

[illegible] مدعا علیہم

[illegible]

جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط انگریزی [illegible]

[illegible] وہ نخرے اٹھائے۔ بال بچوں کی [illegible]
انھیں کے آگے [illegible] رہے اور جو بیوی [illegible]
ہے بے مزہ ہے [illegible] ناقدری ہے تعلیم سے خالی ہے۔
بعض آدمی بی بی کے ایسا ایمان ہوتے ہیں ہر وقت
اپنے تئیں [illegible] رہتے ہیں کسی وقت اپنے [illegible]
سے جانے نہیں دیتے۔ بی بی اگر کبھی [illegible]
تو [illegible] جائیں کہ [illegible] جنگ ہوئی ڈولی
[illegible]
[illegible] خود ان کے سامنے بھی جورو [illegible] کا
آنچل [illegible] سے سرک جائے تو سمجھیں کہ [illegible]
ہوگئی [illegible] کیا مجال جو "آپ" کی جگہ "تم" منہ سے نکلے
ادب کا قاعدہ کے خلاف ہے۔
بعض حال کے تعلیم یافتہ شخص [illegible] اب بہت
بڑھ گئی ہے [illegible]
[illegible] کامل سمجھتے ہیں۔ انھیں [illegible]
سمجھنا چاہیے۔ [illegible]
[illegible] ہیں۔ وہ بھی یہ سمجھے ہیں
کہ صاحب یہ بی اے ہیں ایم اے ہیں آج نہیں تو
کل [illegible]
[illegible]
گئے۔ جو شرعی حقوق نان نفقہ بیماری [illegible]
خبر گیری کے ہیں [illegible]
[illegible]
کے ساتھ سسرال کی [illegible] تو وہ
[illegible] ہے کہ جورو کو دق
کر کے [illegible] دے کے اسکے ماں باپ کی [illegible] کو
[illegible] کرتے ہیں کہ وہ بیچارے [illegible] کے اور
اولاد کے حق [illegible] پوری [illegible]
وہ فریب [illegible]
لڑکی والے اپنی ظاہری [illegible] اور خاندانی عزت کا
بھرم باقی رکھتے ہیں۔ [illegible]
نام بڑا ہوتا ہے۔ [illegible]
[illegible] ہیں اور نہیں آتی [illegible]
[illegible]
واقعات چھپا کر [illegible] میں نے [illegible]

[illegible] ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا [illegible]

چڑانی اور نئی جلدیں رکھ کے نکالی ہیں اور خدا نے
اس بڑھاپے میں ایسا چپنا ٹھکانے لگایا ہے اور
بڑی تحسین نکال کے کیونکر اس کو کچھ دکھاؤں اور عورت سب
نئی تعلیم یافتہ پردہ کے ہیں ہمارے بالوں کا کیا
ذکر ان کی حالت ہماری ہنسی کی سیر ہے۔

غرض اب کیا ابھی پردوں کی اصلاح کا مرحلہ طے
نہیں ہوا ہے مرزا صاحب تم نے عورتوں پر مہربانی
شروع کی۔ مرزا پہلے اپنے بھائی بندوں کے چین
درست کرو تو پردے سے باہر کرو۔ غریب اور غریب
جاہلوں سے الگ اپنے تئیں بچائیں پڑھے لکھے
جاہلوں سے الگ نقصان اٹھائیں مگر یہ تو
نکلنے چاہتا ہے کہ یوپی تو نئیں کریں" نہیں
ہوتی۔ پردہ رہ جاتا ہے۔ باہر کی تو کسوٹی ہے
بنی ہاتی ہیں۔ بھوپال کی بیگم یا کابل کی ملکہ
والی ہیں حاکم ہیں انھوں نے پردے کو سلام کیا تو
ان کی نبھ جائے گی۔ ہم لوگوں کی یہاں نبھ نہیں سکتی
پردے سے باہر نکلتے ہی ہمیں خدا کی طرف سے
جو حقوق ملے ہیں وہ سب چھین جائیں گے ہماری عصمت
داری کے خلاف لفنگوں کو بہت آسانی کے ساتھ
ثبوت ملیں گے شرعی قانون میں بھی ہر شے پھیر بدل
کی ضرورت ہوگی۔

میں یہ نہیں کہتی کہ پردے کے بارے میں جو
کچھ شرعی خیال تمہارے دل میں ہے اسے نکال ڈالو
مگر ذرا سیر تو کرو کہ تمہاری یہ کوشش ایسی
حالتوں میں بلکہ ذکر ہی ضرور ہے کیا ہم غریبوں کے
حال کے مناسب ہے؟

یہ ملک ترکی نہیں ہے جہاں ایک دم سے سینا
بدل گئی۔ یہ کابل ہے جہاں کی عورتیں کتنا چاہیں
ذکر سکتی ہیں کہ ہم بڑے بڑے مردوں کو پچھاڑ جائیں گے
نہ مصر ہے جہاں ابھی ابھی تعلیم پھیل گئی ہے نہ عراق ہے
جہاں اب سے دس بارہ برس پہلے ایک عورت حرم
میں جانے کے وقت نمازیوں کی جماعت کو یا اللہ
کہہ کے مرحبا کرتے ہے منہ اٹھانے پر مجبور کر دیتی تھی
ہماری بچاری مسجد میں پڑے رہتے تھے اور یہ
ناگہانی بجا آوری جائے وہ ملتی آنکھیاں کھینچتی
دوپٹے میں چلی جاتی تھی کیا مجال ہو کوئی گھور سے
گزر کرے۔ یہ ہے ہندوستان برسوں میں کہیں
اس قابل ہوگا کہ اس راہ پر آسانی سے چل سکے
جس پر تم اسے چلانا چاہتے ہو۔ نقاب اور برقع ابھی
شاید شرعی حیثیت سے پردہ پر عمل کرنے کا
نتیجہ بہت خراب ہوگا ۔

یہ جب ہی تک ہے پردہ جب تک ہے پاس آبرو
ڈھل گیا پانی جہاں آنکھوں کا پھر کیا رہ گیا

چاند کا منہ چڑھانے کی کوشش

یاد دلی کے صاحب سررشتہ استقلال سے باز آئے
بات پہ اڑ گئے قدم بڑھ گئے صورت کے اختیار میں
عدالت عالیہ کا اعلان، اعزاز بڑا بیٹ کے ساتھ کہہ رہا تھا
شرافت سے قواعد اور گلی میں سر دینے والوں کو دیکھا
کا۔ پہلے ہی دل سے نکال دیا ہے۔ بقول بزرگ
دلا کی لڑائی کیوں ہے جو ہندی پاؤں یہی رکھتی
ایک لونڈی تھی اسے ایک بار نے مار بچاری سے
اور پوچھتا تو روکے اندھیری رات کو تاریک
کوٹھری میں جا کھڑی ہوتی اور منہ کھولتے۔

علی ہذا القیاس ایک چودھری کرتا آپ جائیے
چودھری اور بچوں کے جانے سے باپ بارے کا بیر ہے
چاند کی رات چاندنی میں نکل آتا اور مہوش
نکلے کے چاند کا منہ چڑھانے لگا۔ اہی اہی اہی
یہی آئی ڈپٹی کلکٹر صاحب صورت کی ہے۔

ماتمی جنتری
باتصویر

مذہب امامیہ اثنا عشری کی نادر جنتری ہے جس میں حضرت
علمائے کرام ظلہ العالی کے ... حضرات علما
کرام ظلہ العالی کے چند مضامین خبروں کے متعلق موجود
ہیں تمام ضروری اعمال تمام ہندوستان کی شیعہ انجمنوں
کی مفصل فہرست موجود ہے شیعہ بیرونی مجالس کا
اعلان سال ۲۲-۱۹۲۱ کا سفید کاغذ پر چھپائی خاصہ
مع محصول ... ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیے۔
پتہ: حسین ماتمی جنتری کی طلب ... لکھنؤ

ناتی خود خدمت سے ہاتھ اٹھائے بیٹھے ہیں۔ جب
ہوا نہیں ڈرنی پڑتی تو آپ نے ہمیں اندھیرے
میں گھیرا۔ چاند کا منہ چڑھایا کر دیکھی ہی وہ ظاہر
کرو کہ گورنمنٹ کے ساتھ نامناسب اور بیہودہ
رویہ اختیار کرنے کی پاداش میں کیوں نہ برخاست
کیے جاؤ اگر مقررہ وقت پر نہ آئے تو تمہارے
خلاف کارروائی کی جائے گی۔ وہ بھی ڈپٹی کو حکم شنا

راقم

ای۔ ای۔ ای۔ ای

علیگڑھ پنچ

بار ہا خیال کیا گیا کہ ظریف کے اصلی معنی زیرک دانا اور
خوبصورت کے ہیں مگر ہنسی دل لگی کے معنوں میں ظرافت
ایک اصطلاح ہے یہ اصطلاح خدا جانے کب
اور کس کمیٹی میں آئی لیکن لغوی اور اصطلاحی
معانی اس طرح ایک جگہ صحیح ہو سکتے ہیں کہ ہنسی دل لگی
اور مزاح میں دانائی و زیرکی جھلک دکھاتی رہے یعنی
نہ ہو جیسے بے عقل ناک بھوں چڑھائیں۔ اہل عقل
کی ہنسی سے خفا ہو جائے۔ اکثر ہونٹ بھی خواہ مخواہ
ہیں۔ اس بچے کا منہ کھلا اور گلی کوچہ میں لوگ سمجھے
ہیں کہ ہنسانا مشکل ہے عام کہتے ہیں ہنسنا مشکل ہے
کوئی ذرا زور دار دنیا کی باتیں کرے تالیاں بجے۔ ملک شوک
کے بچے، منہ چڑھ جائے چہرہ پر کالک مل کر دیکھنے
والے ہنسنے لگیں گے گر ایسے ہنسانے کا وقار کیا
ہوگا؟ کچھ نہیں۔ ممکن ہے کہ کھنڈ نشے تو ایسی برائی
سے اس کا فائدہ ہو رہا ہے۔ اور ایسا سلوک کوئی بے حق
بنے یا حماقت کا خریدار ہو جائے۔

یہ فعل خود اس بات کی دلیل ہے کہ حماقت کی
بات پر بے اختیار ہنسی آ جاتی ہے پس جو کوئی
ہنسانا چاہے تھوڑی دیر کے لیے احمق بن جائے
ذہین جب ہنستا ہے تو صلاح کی ہنسی کی تقلید
کرتے ہیں اور شفا کے واسطے یہی ہنسی چالاکی کا
بھید ہی جاتی ہے۔ یہی ہنسی دانائی سے محبت
اور حماقت سے نفرت پیدا کرتی ہے ہنسانے کے



لیبر کانفرنس کا بازیگر: ”ڈھوں ڈھوں!! ڈھوں!!! بڑے بڑے کھیل۔ بڑے بڑے تماشے۔ ہاں کھلاڑیوں سے خوش کرو ہندوستانیوں کو دیکھو صاحب۔ جادو کے کھیل (ڈھوں ڈھوں) اہا تینوں گرے ہیں۔ تینوں پیٹنے کے اندر (ڈھوں ڈھوں) یہ تینوں پھٹینگے اور ان میں سے دھواں نکلے گا جس کی آنکھوں میں (ڈھوں ڈھوں) یہ دھواں لگے گا بس وہ (ڈھوں ڈھوں) نوآبادیوں کی طرح کامن ویلتھ میں ہمارا برابر کا شریک ہوگا۔ ڈھوں ڈھوں) اے عقل کی آنکھیں بند کرو حق کی آنکھیں کھول دو بس۔ ڈھوں ڈھوں ڈھوں“

کارخانہ حافظ سیتا محمد رفیع صاحب باغ لکھنؤ نے اپنے خریداروں کی آسانی کو مد نظر رکھ کر کل اشیا ساختہ لکھنؤ فی روپیہ ایک پیسہ کمیشن لیکر روانہ کرنیکا انتظام کر دیا ہے۔

ظرافت میں ظرافت سے زیادہ کوئی اور حربہ بھی مؤثر اور دلچسپ نہیں ہے۔ مگر یہ بہت مشکل فن ہے کہ جناب کے نبھے میں کرے کہ وہ جن ظرافت ضرور ہو جو ہر قسم کی ادبی خوبی کے ساتھ حاضر جوابی اور علم و حکمت کے جوہر دکھاتے۔ جیتے اور دنیا کو ہنسی ہنسی میں حماقت سے خبردار کرتے۔ چنانچہ وہ موتی جو ہر شناس کی بستہ اوڑھتی۔ لکھنؤ کی رنگینی اور اودھ کے لوگوں سے کہنا کہ میں ظرافت کم۔ مذکرہ تھا! ایسا چاہیے جس میں لطف اور ظرافت میں امتیاز ہوتا۔

پاسپل علیگڑھ سے ایک نئے ظریف نے قدم باہر نکالا ہے یہ چار صفحے کا پرچہ ہے ۱۸ × ۲۲ تقطیع پر مہینے میں دو مرتبہ شائع ہوگا۔ سالانہ ڈیڑھ روپیہ قیمت ہے جمال صابری صاحب اسکے ایڈیٹر ہیں۔ چنانچہ ہم نے دیکھا اس بات کی خوشی ہوئی کہ یوپی میں ایک رفیق ہمارا پیدا ہوگیا مگر ماہ کے اسے خوش مذاق نامہ نگار مل جائیں۔ ایڈیٹر صاحب نے ہمیں ریویو کرنے کی اجازت دی ہے لیکن دو ایک نمبروں کے بعد ہم کوئی مشورہ دینگے۔ اس وقت ان کی دوسری فرمائش کہ اشتہار شائع کر دو ہے بجا لاتا ہوں

(ذیل میں ہم یوپی کا ایک نیا ہفتہ وار اخبار)

علیگڑھ پنچ

پنچ انگریزی میں تمام ظریفوں کا باوا آدم۔ سچائی اور آزادی کا دلدادہ ملازمت شادی۔ باچی بدکار اور ریاکاروں کے لیے ننگی تلوار۔ رئیسوں کا جلیس۔ غریبوں کا مصاحب۔ تنہائی میں ہنسانے والا مردہ دلوں کو گدگدانے والا۔ تفریح و تمسخر کے پردہ میں ایک شفیق مصلح کا رکن [illegible] اور لطف جاری ہوا ہے جس کا پہلا نمبر شائع ہو چکا ہے تمام ملک میں دھوم مچی ہوئی ہے آپ بھی فوراً خریدار ہو جائیے۔ قیمت سالانہ کچھ نہیں صرف [illegible] محصول نمونہ مفت [illegible] نہیں ہو سکتا اور کے ٹکٹ بھیجیے اور حقیقی مسرت حاصل کیجیے۔

منیجر علیگڑھ پنچ نمبر [illegible] اسٹریٹ علیگڑھ

ملکی اخبار

بہر حال مشکل۔

(دنیا میں) ایران میں حکایت مشہور ہے کہ کسی استاد کے پاس ایک بدنصیب گویّا اپنے صاحبزادے کو اس غرض سے لائے کہ وہ گانے بجانے اپنے ہنر کے فن سیکھے۔ لڑکا تھا شریر اپنا جیسا اور اس فن کو سیب سے باپ دادے کا پیشہ چلے تو استاد نے لڑکے کو زبانی فرمائش کی کہ روز [illegible] یاد کرے وہ ذرا [illegible] کی ہم [illegible] یادگیری دو روز کا خوشامد کرتے انداز میں پڑی ہمگر فرمائش کا گر نہ ہوئی آخر استاد نے صاحبزادے کے والد سے کہا کہ سے [illegible] الصحبت میں۔ رکھو آنکھوں کا پانی ڈھل جائے گا بے خبری اور حیا کی اپنا رنگ جائے گی۔ والد بزرگوار نے مجبوراً صاحبزادے کو رو ضہ خوانوں کے سپرد کیا مہینہ بھر میں صاحبزادے اچھے خاصے منہ پھٹ زبان دراز دیدہ دلیر ڈھیٹ ہوگئے کیسی شرم کہاں کی حیا۔ کسی بات میں بند نہیں کر پاتا اچھا بدل گیا۔ اب جو معلم کے پاس تشریف لائے تو گئے اٹھیوں پر نچانے قریب مطرب نے انکے پدر بزرگوار سے کہا کہ صاحبزادہ فن بے حیائی میں طاق ہو گیا ہے اتنی بے حیائی ضرورت سے زیادہ ہے اب یہ مغنی اور مطرب نہیں بن سکتا اسے کسی درگاہ کا مجاور بنا دو ہمارے شہر میں بھی ایک ذری ادارہ اسی قسم کا ہے پہلے بیچارہ شرمیلا بھی ہوتا وہ سنا گیا تھا مشہور و ناشاد مطرب خانہ روضہ خوانوں کے سپرد ہوا تھا مگر صحبت میں ہو گیا طرار اب استاد مطرب اسے صدوں سے گزرا ہوا کہتا ہے لہذا کوئی شک نہیں کہ اس غریب کی قسمت میں درگاہ کی مجاورت لکھی ہوئی ہے

گل نہیں صرف قند۔ (ایک مشورہ)

مسلمانوں کے یہاں شادی بیاہ میں چھوہارے اور قند کے کوزے بٹتے ہیں اس سے کیا ہوتا ہے آخر خوش زبان تھوڑی دیر کے واسطے میٹھی ہو جاتی ہے ساہ بلت دولہا بچے کی قسمت کا جو بڑا آئی بچا ہے

عالم خیال میں پری رو کی تصویر کھینچے اور سامنے بٹھائے ہیں۔ یہ بڑی گھڑی ہے شادی۔ [illegible] تو ہے۔ ہم نے سنا ہے آئی گروہ عظمی جلات نقل [illegible] سنا گل پڑنے کی خوشبو سنگھانے اور سہرا سمہ پھول کا شکر پانی تقسیم کرے ہمارے کوئی ایسی نعمت نہیں ہیں۔ ہندوستان میں شادی بیاہ کے موقع پر اب بھی سمدھن کو گالیاں دی جاتی ہیں بقول [illegible]

تنہ آسینہ باگل نہ علاج دل ماست
بوسہ چند بیامیز بہ دشنامے چند

کرو دی کرو دی گالیوں کے گل اور میٹھی میٹھی جھڑکیوں کی ڈلیاں مل کے دو اسے گلقند تیار ہو گی کہاں ہو گی! آخر یورپ والے بھی تو مہذب تعلیم یافتہ ہیں مہذب تنہا یورپ کا حصہ ہے ہندوستانی تعلیم یافتہ جماعت اپنے اصلاح نفس کے لیے ہمیشہ یورپ کے رسم و رواج کی طرف رجوع کرتی ہے۔ یاد رہے اودھ پنچ کا اور بچ نکلت اٹھے گا تو گھے اصول اصلاح معاشرت کی زینت نہیں یہ کار ثواب بھی کرو یا کیا معنی کہ تہذیب مہذب بنے کا ارادہ تم نہیں رکھتے اگر تم آج کل کے تہذیب کی بوری پہن ڈھانکی بھرنا چاہتے ہو۔ تہذیب کی ایک جھالک ہماری خاطر سے سہی۔ کچھ تو [illegible] براتیوں کے آنسو پونچھیں۔

دھرے گئے دل خانہ خراب کے بدلے

ایک شامت زدہ گروہ کا گروہ ریلوے میں قتیل فروش ریلوے حیا نگار دو اخبار نے اپنے معلومات کی بنا پر کچھ ایسے مضامین شائع کیے جن سے واضح ہوتا ہے کہ صد ہا رسیدہ اور ہلاک شدہ آدمیوں کی تعداد ہے شمار و مگر کر ظاہر کی گئی اس پر فرقہ پرکہ ہو سکتے تھے انھیں ریلوے حکام نے زبردستی زندگی کے بارے سبکدوش کر دیا اسے ان مرض اور نوکروں کے عدم تحقیق واقعات کچھ ایسے درد انگیز پیرایہ میں لکھے گئے ہیں کہ سننے والے کے تن بدن میں سنسنی ہونے لگے۔ اس بیان سے لندن تک ایک شور محشر برپا ہو گیا۔ اب وزیر ہند اور شرکا کے کمپنی کی طرف سے ایک دوسرے کلکتہ ایکسپریس میں نامہ دار اسٹنگ [illegible]

اور خفیہ پولیس نے بھی تفتیش کی ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ اصلیت کا حال تو قابل اعتبار گواہ کے بیان سے کھلے گا مگر سوال یہ ہے کہ رکھ کے سوچئے تو کیا کریں خفیہ پولیس کیا کرے گی۔ انصاف ؟

واہ! وہ تو اپنی رپورٹ چپکے سے حکام کے پاس بھیج دے گی۔ پولیس کے نزدیک الزام صحیح ہوا تو ملزمان سے انتقام لے گی یا ورنہ ملزمان کے حامی اور اخبار نگار نقصان کا تاوان اٹھائیں وہ جو ان کا صاحب کی پتلون کی جیب میں غریب اخبار جیسا کو خبر کی نکاتیوں کا اعلان ہے بیانوں کی زندگی بھی گویا گرمی میں مارا پڑے گا۔ یہ مرتع ہے پولیس کی بیند اور تنخواہ کے حلال ثابت کرنے کا۔ زندگی دُنیا میں دیکھ کر یہاں کے حال رہاں کے حاکما چارے نیز قصہ بھی پیدا نہیں۔ انھوں نے عالم ارواح میں کر کر حاصل کی ہے کہ زبان جڑوں کی جڑی کہ جب حقیقت وہ تحقیقات کو سراغ لگایا ان کا کہیں نشان نہیں ہے وہ تو خدا جانے کہاں خاموش خدا کے سے رہی ہوں گی۔

خفیہ پولیس کے سرکاری فرائض اور پبلک خدمات دونوں کا ذکر نہیں۔ ہیں اور اگر ہیں تو یعنی پھر ایسی پولیس ہی اور اس میں کیا فرق ہے جس نے گھبرانے ہوئے صاحب خانہ کے ساتھ ہی غل مچانا شروع کیا "چور ہے چور ہے دوڑو دوڑو"

بکے دوڑے چور کو بھی صاحب خانہ کا عزیز [illegible] تو بہ ہوئے چور صاحب موقع پا کے [illegible] صاحب خانہ کے منہ سے آئینہ بھی کلا گیا [illegible] ہے"

[illegible] صاحب کے اس قول سے کہ شیخ واقعات ذرہ نہیں بچے مگر یقین ہے کہ وہ بے بنیاد ہوں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ خفیہ پولیس کی رپورٹ ممکن ہو گی کہ "چور ہے چور ہے دوڑو دوڑو"

رنا مدوزہ اب تو مر بیٹے گئے پھر تم بھی مدد کا [illegible] پانی کر دکھا دو۔ [illegible] استقلال و عزیمت [illegible] کے پاؤں مضبوط کر رہا ہے تم اپنے نزدیک [illegible] زیادہ مستقل رہنا چاہئے۔

دھنیوں اور ہلاک شدہ آدمیوں کی تعداد بھی۔ لکھنے کا خطرہ اکثر تشنا رہتا ہے۔ مچھلی والی مسجد کا جو جلیاں والا باغ مدراس اور بمبئی کے ہڑتالوں کے واقعات میں بھی زگوں کو یہی شکایت تھی۔

مقدمہ کے نتائج کا انتظار ہے۔ مگر ظریفی انگریزی۔

شیخ سے سیر ہوئے سیرت دلگیر ہوئے
آرزش کچھ نہ ہوئے ماتم شبیر ہوئے

پچھلے ہفتے [illegible] نے کا مشہور شعر ہے "شیخ کا مصداق دیکھنی ہو کہاں ؟ یہیں لکھنؤ میں۔ کون ؟ [illegible] جناب و فرشتوں جیسے عرف عام میں شیعہ کالج کہتے ہیں۔ یہ جانا ہم بھی فرو ہے جو ایک درسگاہ کی حیثیت کا بیان رہے [illegible] کا حصہ کا مجموعہ سری تھی ہی اپنی ترقی کی [illegible] جیسے دار الحکومت دیر تک ڈو رکھ بچھائی کی گود میں بیٹھے جاتے ہیں کہ ہم تو آج اور دسشن کا معدہ بیش گے۔ زبانیں بھی کچھ جنے پر اُٹھا رہی ہیں۔"

بہت خوب کیجیے۔ بندہ۔ مگر ذکر معمولی ڈسٹرکٹ کالج کھلا اور شہداں بازار کے اوپر بنا دیں جا گیا۔ تعلیم کا نتیجہ دیکھیے تو ادا حول ولا قوۃ ہنلیا کا مصداق اسی سال۔ ہیڈ ور بیٹھے والے بیدل۔ قومی بیانات کا افسوس ہی تو شعلہ لعنت ہے مت کے ورثے ہیں روٹ پاس۔ اول عمل جتلا بچا نہیں گئے تو سو گئے میرے زیر بھی کئے۔ مطلب یہ یہی ہے کہ تحقیق کا تقاضا ہے۔ خیر شیخ صاحب میرے دلگیر یا چور سے شعبی اور شیعی سے وہ وفا تو ہو چکے اب دل کی سنئیے کہ اونٹ کا ہم میں ایک صاحب ذراتے ہیں خلاصہ حال کو جو فرقہ تقلید مفید نہیں ہے مجہول اہام کا قول گرامی ہے کہ اکثر گوہر ہیں۔ مفر مقصود نہیں بلکہ حرام ہی۔ اب بھی ہے علمائے ملت کی شہریں موجود ہیں۔ اللہ ضروری ہے کہ اس کالج میں بیشتر حصہ علوم شرقیہ کا ہے اور انگریزی تعلیم بضرورت زمانہ کی صورت میں رہے اور اسی شعبہ کو ترقی دے کر یونیورسٹی بنا دیا جائے۔

یعنی وہ مضمون نگار صاحب کیا تجویز مدعا نقل کی جڑ سے کھود نکالی ہے کہ دل مشق کر کی گرجلہ

ناکام ہو جائیں یہ کیا ہے کالج کو حکومت وقت سے کوئی مستقل پائدار امداد نہیں مل سکتی۔ مدرسہ سلطانیہ بجائے خود مکمل ہے۔ اسمیں اور ناظم فرقہ پرور وطنیل ہے تو پھر کیوں نہ علوم شرقیہ کی تعلیم کا مکمل ذریعہ اس کو انکے سپرد کیا ہے۔ دنیاداری نہیں تو آخرت کی ثواب ہی سے ترقی کا پہلا ذریعہ سیاست تجارت صنعت حرفت قانون جیالوجی اور ہاری کی تو ہے بڑا نام ہے کہ دُنیا رہی تعلیم کی جان ہے جس کی گردن کسی نے تیرے جنی

راقم ——— ظریف

نوٹ

پنجابی صاحب۔ بیکاری ہائے پالیسی ہے گرچہ وہ تو مردوں اور عورتوں کا ہاتھ بروئے شرع مردوں سے اختلاط پسند نہیں کرتیں اور دنیا میں کوئی باشرع اسے پسند نہیں کر سکتا۔ پھر جب ہر سو ترقیات گھر میں پہنچ کر دل ناشتی کا جھولا دیا ال اجالا جب باہر گئے تو آگ لگا ئیں کوئی نقصان نہیں۔ بال کر بنانے والی بہ حیثیت صحیح تھی تم یہ کہا ہے اور حضرت ام المومنین سے روی نے متعدد آب غسل کے سلسلہ میں نقل کی ہے قرآن شریف کتنا ہے کہ یہ حالت ہی کی ہاڑ رہے ہیلنے ہوں کے آدرش تیرل کروی تھی۔ در من کی زندگی میں انکی بیوی نے بال نہیں کتروائے بعد جس کا یہ خیال کہ کانوں تک بال ترشوانے سے مطلب کنپٹی کی لٹ کی ذکر ہو تک چھوڑنا ہے جیسے مولوی صاحب کے خیال ہوئی بات اگر شدید چغتائی صاحب کا پیشرو پسند جواب ہے تبلیغ کرلی مسئلی اور وہاں موجود نہیں بالکل یہ ترتیب بال دیں بیل کھلی کی تحقیق ہوگی خانہ کے حصہ ترقی آسانی ہو گی یعنی بیکار عورتوں میں جو بیٹی ہو ایسے وقت عورتیں خالص کر نے سے چھٹکارا مل جائے۔ یہ رات کا حکم قرآن میں اتنا صاف ہے کہ اس سے انکار ہو ہی نہیں سکتا نہ تعصب خود ہی نظارہ زینت۔ شیخ جناب امیر اعلیٰ مرتضیٰ کی تہذیب لکھنے والی ہیں چغتائی صاحب اگر پنچ سے خاطب ہوتے تو اچھا تھا۔ اس کا نتیجہ کا خیال بالکل صحیح ہے کہ گر یہ بیکار کر بیکار کر کے خیر بنا دینے کے بعد بھی بیاست [illegible] زور ان پیدا ہو جائے ہو جائیں مردوں کا کیا کہ دیکھئے [illegible] اور اس بھائی کی ذمہ داری ایسی بیکار بھی ہو گی

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ دریا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

استاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انہی سے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا اور ایک معمولی باجہ یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر شاعروں کا سرمایہ نازش بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا نتیجہ اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی للعہ فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ